جناب عبدالرشید عراقی

خلفائے راشدینؓ کی ترتیبِ خلافت

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب بالترتیب مسندِ خلافت پر فائز ہوئے، اور اللہ تعالیٰ نے انھیں یکے بعد دیگرے انتہائی خوش اسلوبی سے فرائضِ خلافت انجام دینے کا موقع عطا فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ واسعہ کی ایک مثال ہے۔ اس مقالہ میں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عظیم الشان کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ (عراقی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوبِ ربانی، محبوبِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، محرمِ اسرارِ نبوت تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سفرِ آخرت سے کچھ دن قبل ارشاد فرمایا تھا:

"ابوبکرؓ اپنی صحبت اور مال کے لحاظ سے میرے سب سے بڑے محسن ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا، لیکن اسلامی اخوت ومحبت افضل ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکرؓ)

حضرت ابوبکر صدیقؓ فطری جودتِ طبع اور دربارِ نبوت کی حاشیہ نشینی سے علم وفضل کے درخشاں ستارے تھے۔ اصابتِ رائے اور معاملہ فہمی کا یہ حال تھا کہ انھوں نے جس معاملہ میں جو رائے دی، وہ مقبول ہوکر رہی۔ فصاحت وبلاغت میں کمال رکھتے تھے۔ تقریر اور خطابت کا خداداد ملکہ حاصل تھا۔ آپؓ نے جو خطبۂ خلافت ارشاد فرمایا تھا، شاہراہِ اسلام پر چلنے والوں کے لیے ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ علم الانساب کے

ماہر تھے اور تعبیرِ رؤیا میں خداداد صلاحیت پائی تھی۔ اسلامی علوم وفنون میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ کلام اللہ، جو اسلام کا اصل الاصول ہے، اس سے غیر معمولی شغف تھا۔ احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خاص شغف تھا۔ چنانچہ ان احادیث کو جن کا تعلق اہم مسائل سے تھا، خاص طور پر شہرت دی۔ نصابِ زکوٰۃ کی تفصیل تمام ملک میں شائع کی اور حکم دیا کہ اس نصاب سے زیادہ نہ دیا جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند نشینِ خلافت ہونے پر فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معصوم تھے، نیز اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وحی سے ممتاز فرمایا تھا ـــــ جب کہ میں ایک معمولی انسان ہوں۔ اس لیے اگر تم مجھے راہِ راست پر دیکھو تو اتباع کرو، اور اگر ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دو!" (مسند احمد بن حنبل ج ا ص۲، تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۲۸)

مسند دارمی میں ہے:

"حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تھا تو پہلے قرآنِ مجید کی طرف رجوع کرتے۔ اگر امرِ متنازعہ فیہ کے متعلق اس میں کوئی حکم ہوتا تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے، ورنہ سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے۔ اور جب اس سے بھی مطلب براری نہ ہوتی تو مسلمانوں سے مشورہ کرتے۔

نصوصِ قرآنی اور قیاسی مسائل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی رائے کو دخل دینے سے احتراز کرتے ـــــ فرمایا کرتے تھے:

"میں اگر کتاب اللہ یا نامعلوم مسائل میں خواہ مخواہ رائے زنی کروں تو کون سی زمین میرا بار اٹھائے گی اور کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا؟"

(طبقات ابنِ سعد، ج ۳، ص۲۶)

تقویٰ وطہارت کے معدنِ اخلاق کے درخشاں گوہر تھے۔ امارت، دنیا طلبی اور جاہ پسندی سے قطعی نفرت تھی۔ اپنی تمام دولت اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اسلام کی نشر واشاعت میں صرف کر دی، یہاں تک کہ زمانۂ خلافت میں آپؓ پر چھ ہزار قرض تھا۔

(طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۱۳۷)

تواضع و انکساری میں بے مثال تھے اور انفاق فی سبیل اللہ میں بہت آگے!
—— جب اسلام لائے تو آپؓ کے پاس چالیس ہزار نقد درہم تھے، یہ سب فی سبیل اللہ خرچ کر دیئے۔ (ایضاً ص ۱۲۳)
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپؓ کی فیاضی کا یوں اعتراف فرمایا کہ:
"مانفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکرؓ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۶)
"ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے زیادہ کوئی مال میرے لیے نفع مند نہ ہوا۔"
اس فیاضی کے ساتھ ساتھ خلوص بھی غایت درجہ کا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ صرف آپؓ کے اس خلوص کے معترف تھے، بلکہ بطورِ تشکر و امتنان فرمایا کرتے تھے:
"جان و مال کے لحاظ سے ابوبکرؓ سے زیادہ مجھ پر کسی کا احسان نہیں" (ایضاً)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عظیم الشان کارنامہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسند آرائے خلافت ہوئے تو آپؓ کو بہت سی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک طرف مرتدینِ اسلام نے بغاوت کر دی، دوسری طرف منکرینِ زکوٰۃ نے شورش بپا کی، جب کہ تیسری طرف آپؓ کو جھوٹے مدعیانِ نبوت کا سامنا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ لشکرِ اسامہ بن زیدؓ کی روانگی کا مسئلہ بھی درپیش تھا۔ حضرت اسامہؓ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شام کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن آپؐ کی بیماری اور پھر سانحۂ ارتحال کی وجہ سے یہ لشکر روانہ نہ ہو سکا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے صورتِ حال کا جائزہ لیتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا کہ اسامہؓ کی مہم کو ملتوی کر کے پہلے مرتدینِ اسلام اور مدعیانِ نبوت کا قلع قمع کیا جائے۔ لیکن آپؓ نے اس لشکر کو، جس کی روانگی کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دے چکے تھے، روکنے کا مشورہ قبول نہ کرتے ہوئے فرمایا:
"واللہ، اگر مدینہ تمام آدمیوں سے خالی ہو جائے، میں مدینہ میں اکیلا رہ جاؤں اور مجھے یہ خدشہ ہو کہ درندے مجھے نوچ ڈالیں گے، تب بھی میں اسامہؓ کے لشکر کو ضرور روانہ کروں گا۔" (تاریخ الخلفاء، سیوطی ص ۷۱)

چنانچہ آپؓ نے نہ صرف اس لشکر کو روانہ فرمایا، بلکہ جھوٹے مدعیانِ نبوت، مرتدینِ اسلام اور منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف بھی جہاد کا اعلان کرتے ہوئے ان کا قلع قمع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں آپؓ اس درجہ غیور اور اس حد تک حساس تھے، جس حد تک کوئی شخص عزت و آبرو کے بارے غیور و حساس ہوا کرتا ہے ــــــ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں :

"ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق تھا، وہ اپنی جگہ پر! ان کی راتوں کی گریہ زاری، ان کی دعائیں، خلقِ خدا پر ان کی شفقت اور ان کا عدل و تقویٰ، ان کا زہد و ایثار، یہ سب وہ صفات ہیں جو اپنی جگہ بڑی قدر و قیمت کی حامل ہیں ــ مگر حفاظتِ دین اور اس کے بارہ میں شدید غیرت، یہ ان کا وصفِ خاص اور ان کی سیرت کی کلیدی صفت ہے۔" (خلفائے اربعہؓ، ص ۱۱)

مشہور صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؓ کو یوں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

"اللہ کی قسم، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافت پر متمکن نہ ہوتے تو دنیا میں الٰہِ واحد کی عبادت و اطاعت کا سلسلہ جاری نہ رہتا۔" (البدایہ والنہایہ ج۶ ص ۳۰۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی وہ وصف تھا، جس کی بناء پر آپؓ نے مذکورہ فتنوں کی سرکوبی کا فیصلہ فرمایا۔

چنانچہ آپؓ نے سب سے پہلے جھوٹے مدعیانِ نبوت مسیلمہ کذاب، طلحہ بن خویلد، اسود عنسی اور سجاح بنت حارثہ کے خلاف کارروائی کی۔ ان کے خلاف حضرت خالدؓ بن ولید اور شرجیلؓ بن حسنہ کی سرکردگی میں مہمات روانہ کی گئیں، اور انھوں نے ان سب کا قلع قمع کر دیا (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۴۵)

جھوٹے مدعیانِ نبوت کی بیخ کنی اور سرکوبی کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتدینِ اسلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے قبیلے مرتد ہو گئے تھے، آپؓ نے ان سب کے خلاف اقدام کیا اور ان کی سرکوبی کی۔

دراصل اسلام میں یہ فتنہ بھی ایک سازش کے تحت اٹھا تھا، جس میں باہر کے یہودیوں اور سبائیوں کا ہاتھ تھا۔ مصر کے نامور عالم استاذ محمد جمیل مصری لکھتے ہیں :

"قبائلِ عرب کا ارتداد اور مسیلمہ کذاب کا دعوائے نبوت اتفاقی اور خود رو پودے نہیں تھے، اس فتنہ کو بھڑکانے میں یہودی، عیسائی اور مجوسی ذہن کام کر رہا تھا اور یہ لوگ ان کی پشت پر تھے۔" (پھر اس کے شواہد بھی تحریر کیے ہیں — دیکھیے خلفائے اربعہؓ از ابوالحسن علی ندوی ص ۱۳۷)

یہودیوں اور عیسائیوں نے یہ کوشش کی کہ جزیرۃ العرب میں ایک ایسی تحریک چلائی جائے، جس سے اسلامی وحدت کو نقصان پہنچے۔ وہ لوگوں کا ایک ایسا گروہ تیار کرنے میں کامیاب ہوئے جو اپنے تئیں مسلمان کہلاتے تھے —— یہ لوگ کلمہ پڑھتے، نماز ادا کرتے تھے، لیکن زکوٰۃ کی فرضیت کے انکاری ہو گئے —— یوں انھوں نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق پیدا کر دی۔ ایک گروہ نے یہ بھی کہا کہ ہم زکوٰۃ ادا تو کریں گے، لیکن اپنے طور پر، اسے بیت المال میں جمع نہیں کرائیں گے! ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی ایک ایسا مسئلہ تھا، جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے اولوالعزم صحابی کو بھی تامل تھا —— اور یہ تامل ان کی احتیاط اور تقویٰ پر مبنی تھا، نہ کہ کسی کمزوری کی وجہ سے! —— ان کی سوچ یہ تھی کہ جب یہ لوگ کلمہ پڑھتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں، اسلام کا انکار بھی نہیں کرتے، تو ان سے جنگ کیسے کی جائے؟ —— لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، جو دین کے بارہ میں معمولی سی مداہنت کے بھی قائل نہ تھے، فرمایا:

"واللہ، میں اس سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں مختلف رویہ اختیار کرے گا —— یعنی نماز تو پڑھے گا، لیکن زکوٰۃ ادا نہ کرے گا —— اس لیے کہ مال زکوٰۃ کا حق ہے!"

نیز فرمایا:

میرے جیتے جی دین میں کتر بیونت ہو سکتی ہے؟ میری آنکھوں کے سامنے دین میں ایک حرف تو کیا ایک نقطہ کی بھی کمی ہو سکتی ہے؟ اسی استقامت کا یہ نتیجہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے اور تھوڑی سی تنبیہ کے بعد منکرینِ زکوٰۃ خود زکوٰۃ لے کر دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے۔ تب حضرت عمر فاروق رضؓ کو بھی صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصابتِ رائے کا اعتراف کرنا پڑا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۸)

اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو باقی رکھنا تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس وقت اگر ذرا سا بھی تساہل برتا گیا اور معمولی رعایت بھی کی گئی تو دین یا تو باقی نہیں رہے گا، یا یہودیت و عیسائیت کی طرح محرّف ہو کر رہ جائے گا ـــــ اللہ تعالیٰ کی مدد آپؓ کے شاملِ حال تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ فتنہ ارتداد ختم ہوا، جھوٹے دعویداران نبوت مارے گئے، منکرینِ زکوٰۃ تائب ہوئے۔ بلاشبہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معاملہ فہمی اور دینی بصیرت کا ایک روشن ثبوت ہے ـــــ ایک ایسا کارنامہ، جو خلافتِ نبوت کا مظہرِ اوّل ہے ـــــ آج جو دین پر عمل ہو رہا ہے، فرائض اور دیگر شرعی احکام زندہ ہیں۔ دینِ اسلام تحریف سے محفوظ اور امت مجموعی ضلالت سے مصئون ہے، تو یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی جذبۂ حفاظتِ دین کا نتیجہ اور ثمر ہے ـــــ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی اس امت میں معبودِ واحد و حقیقی کے عبادت گزار موجود ہیں، جو دینِ اسلام کے بنیادی عقائد پر ایمان رکھنے والے اور فرائض کے پابند ہیں کہ جن کے بغیر کسی مسلمان کا مسلمان رہنا مشکل ہے!

مختصراً یہ سب کچھ رہینِ منّت ہے حضرت ابوبکر صدّیق کی خلافتِ اولیٰ کا ـــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

(جاری ہے)

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ" (الانفال: ۷۴)

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے، ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا ــــ نیز وہ کہ جنھوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی، یہی سچے پکّے مومن ہیں۔ ان کے لیے (اللہ تعالیٰ کے ہاں) مغفرت اور رزقِ کریم ہے!"